رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۱۶ اپریل ۱۹۱۸ء | شنبہ | مطابق ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ | نمبر ۸۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو یکم اپریل بعد دوپہر دردِ سر کا سخت دورہ ہوا ۔ لیکن چونکہ اس دن دردِ شقیقہ تشخیص ہو گیا تھا ۔ اور دوسرے دن علی الصباح ہی علاج شروع ہو گیا اس لئے خدا کے فضل سے ۲ ۔ تاریخ کو کوئی دورہ نہ ہوا ۔ اس دن جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بھی پانی پت سے برائے علاج تشریف لے آئے تھے ۔ ۴ ۔ تاریخ پھر خفیف سا دورہ ہوا ۔ لیکن آج (۹ ۔ اپریل) خدا کے فضل سے بہت آرام ہے اور طبیعت بہت کچھ صاف ہے ۔ الحمد للہ

ہفتہ مختتمہ ۷ ۔ اپریل میں ایک سو آٹھ مہمان تشریف لائے ۔

اخبار احمدیہ

شاہ پور میں وعظ

منشی منظور احمد صاحب بھیروی سے لکھتے ہیں ۔ کہ

۱۷ ۔ مارچ کو حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی یہاں پہنچے ۔ دوسرے دن منادی ہوئی اور آپ کا وعظ ہوا ۱۹ ۔ مارچ کو منادی کرائی گئی ۔ مگر بارش کے باعث وعظ نہ ہو سکا ۔ پھر ۲۰ ۔ مارچ کو منادی ہوئی ۔ ملک گل محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت شاہپور کے مکان پر حافظ صاحب نے وعظ فرمایا ۔ حاضرین مرد اور عورتوں کا کافی مجمع ہو گیا تھا ۔ لوگوں نے دلچسپی اور توجہ سے سُنا ۔

علماء دہلی سے گفتگو

برادر منشی رحمت خانصاحب دہلی سے لکھتے ہیں

کہ بعض ملازمین پولیس کے ساتھ مذہبی گفتگو ہوا کرتی تھی جب وہ تنگ آ جاتے تو کہتے ۔ کہ ہمارے مولویوں کے پاس چلو میں کہتا کہ ہاں ضرور چلو لیکن وہ پھر خاموش ہو رہتے ۔ آخر ایک دن ایک صاحب تیار ہو گئے اور مولوی کفایت اللہ صاحب کے پاس لے گئے ۔ ان کے ہاں مولوی امین الدین صاحب اور مولوی احمد سعید صاحب بھی تھے ۔ وفات مسیح اور صداقت مسیح موعود پر گفتگو ہوئی میں نے پوچھا کہ کیا کسی آیت قرآنی یا حدیث سے حضرت مسیح کا آسمان پر مع جسم عنصری جانا ثابت ہے ۔ اگر ہے تو بتائیے ۔ اس کے جواب میں مولوی کفایت اللہ صاحب نے کنز العمال کی ایک حدیث پیش کی ۔ جسے ضعیف اور ان آیات قرآنی کے خلاف ثابت کیا گیا ۔ جن میں حضرت مسیح کے فوت ہونے کا ذکر ہے ۔ اور حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق قرآن کریم کی کسی آیت سے ثبوت مانگا گیا ۔

لیکن مولوی صاحب نے کوئی آیت نہ بتلائی۔

پھر میں نے دوسرا سوال کیا کہ کیا حضرت مسیح جب دوبارہ دنیا میں نازل ہونگے - تو نبی ہونگے یا نہیں - اور کیا امت محمدیہ میں سے کوئی ایسا انسان نہیں ہو سکتا جس کے ذریعہ اس امت کی اصلاح ہو - اور حضرت عیسی کا اس غرض کے لئے آنا امت محمدیہ اور رسول اللہ کی ہتک تو نہیں - اس کے متعلق انہوں نے کہا کہ اے بھائی اگر کوئی عیسائی مسلمان ہو جائے - اور وہ تبلیغ اسلام کرے - تو اس میں رسول اللہ کی کیا ہتک ہے - حضرت عیسی جب آئیں گے - تو امتی نبی ہونگے - اس سے اسلام کی ہتک نہیں - افسوس کہ یہ کہتے ہوئے مولوی صاحب کو یہ یاد نہ رہا کہ حضرت عیسی کو تو خدا تعالے نے بنی اسرائیل کے لئے نبی بنا کر بھیجا تھا - وہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے کس طرح آسکتے ہیں - اور جب وہ امت محمدیہ میں سے ہی نہیں تو امتی نبی کس طرح ہو سکتے ہیں -

اس کے علاوہ قرآن کریم کی بعض اور آیات جن سے حضرت مسیح کی وفات ثابت ہے گفتگو ہوتی رہی - جن کا مولوی صاحب کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے -

برادر موصوف آخر پر لکھتے ہیں - کہ میں جسے عربی سے بہت کم واقفیت ہے - اکیلا دہلی کے مشہور مولوی صاحبان کے پاس گفتگو کے لئے چلا گیا اور ان کی علمیت وغیرہ کا مجھ پر کچھ رعب نہ تھا - دوسرے دن صبح کو ایک دوست رحمت علی صاحب کو جسے عرصہ سے میں تبلیغ کرتا تھا یہ باتیں سنائیں - اس نے بیعت کا خط لکھ دیا - اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گیا -

مسیح موعود کی پیشگوئی کی صداقت

ڈاکٹر محمد یعقوب خاں صاحب وٹرنری انسپکٹر عمارہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کی صداقت کے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں جگہ جگہ پر تباہی - اور خون کی ہولی جگہ جگہ نمایاں تو زلزلوں میں دیکھیں - یہاں بھی ہر روز جو مصیبت نازل ہے - اس کا نظارہ روز دیکھنے میں آتا ہے - چڑیوں پرندوں جانوروں کے اس شدت کے حملے ہوتے ہیں - کہ رات کو سونا مشکل ہو جاتا ہے -

پھر زلزلوں کی یہ حالت ہے - کہ ۲ - مارچ کو مندرجہ ذیل اوقات میں چار زلزلے آئے - پہلا ۹ بجے ۴ منٹ صبح - دوسرا ۱۰ بجے ۴۴ منٹ تیسرا ایک بجے دن کے - چوتھا ۹ بجے ۵ منٹ رات کو گویا بارہ گھنٹے کے اندر اندر چار زلزلے آئے - دوسرا زلزلہ ایسا سخت تھا - کہ شہر عمارہ میں کئی مکان گر گئے - کچھ نقصان جان بھی ہوا - پھر ۳ اور ۴ - مارچ کی درمیانی شب کو ۲ بجے کر ۴ منٹ پر نہایت سخت زلزلہ آیا جو غیر معمولی طور پر سخت تھا - لیکن افسوس کہ مخلوق کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی ابھی تک اترنے میں نہیں آتی - اللہ تعالی رحم فرمائے -

نماز جنازہ

مرزا نذیر بیگ صاحب سیدوالہ اور محمد علی صاحب علی پور میں فوت ہو گئے ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون - احباب جنازہ غائب پڑھیں -

ایک احمدی بھائی کی امداد کی ضرورت

جزیرہ سیلون میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا ارادہ تھا کہ ایک مستقل احمدی مشن قائم کیا جائے - لیکن کسی نامعلوم وجہ سے گورنمنٹ سیلون اس بات میں مزاحم ہوئی - اس لئے یہ ارادہ ملتوی کیا گیا - لیکن علاوہ مبلغ کے جماعت سیلون کو ایک امام اور معلم کی ضرورت بھی تھی - حسن اتفاق سے مولوی ابراہیم صاحب جو کہ ایک مالاباری تاجر ہیں اور اسلام سے خاص واقفیت رکھتے ہیں - چند مہینوں سے کولمبو میں مقیم ہیں - اور اس فکر میں ہیں کہ وہاں تجارت کا کام شروع کریں - اور احمدی جماعت کی امامت اور تعلیم بغیر کسی معاوضہ کے کرتے رہیں - لیکن مولوی صاحب کے نقد زر میں کچھ کمی ہے - مولوی صاحب موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں تحریر کیا ہے کہ اگر ان کو مبلغ پانچصد روپیہ بطور قرضہ انجمن ترقی اسلام کی طرف سے مل جاوے تو وہاں ان کا کام چل سکتا ہے -

چونکہ ترقی اسلام میں اس قدر روپیہ نہیں ہے - اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے تجویز فرمایا ہے - کہ ترقی اسلام کی ضمانت پر کسی ذی ثروت احمدی دوست سے یہ پانچسو روپیہ بطور قرضہ لیکر مولوی صاحب موصوف کو دیدیا جاوے - مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ انشاء اللہ یہ روپیہ چند ماہ میں باقساط واپس کر دیا جاویگا - جو دوست اس کار خیر میں مدد کرنی چاہیں وہ مہربانی کر کے سکرٹری ترقی اسلام سے خط و کتابت کریں - (رفیع محمد سیال)

ایک غیر احمدی کا عیسائی ہونا

عیسائی (ایک غیر احمدی سے) کیا تم مسلمان ہو

غیر احمدی - جی ہاں -

عیسائی - کیسے مسلمان ہوئے -

غیر احمدی - چونکہ میرے باپ دادا مسلمان تھے - اس لئے میں بھی مسلمان ہوں - آواز خوب -

عیسائی - کیا تم حضرت عیسی علیہ السلام کی بابت کچھ جانتے ہو -

غیر احمدی جی ہاں -

عیسائی - کیا حضرت مسیح مردوں کو زندہ کرتے تھے -

غیر احمدی جی ہاں

عیسائی - کیا حضرت مسیح مردہ پرندوں کو زندہ کرتے تھے

غیر احمدی جی ہاں - بلکہ اس سے بھی بڑھ کر -

آواز شاباش -

عیسائی - کیا یہ صفت کسی اور رسول میں پائی جاتی ہے

غیر احمدی جی نہیں -

آواز خوب

عیسائی - کیا یہ خدائی کام نہیں ہے -

غیر احمدی - جی ہاں سوائے خدا کے اور کوئی ایسا نہیں کر سکتا

عیسائی - تو پھر حضرت عیسی علیہ السلام کو کیوں خدا کا بیٹا نہ سمجھائے - غیر احمدی اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے -

عیسائی کیا تم اب اس بات سے ہمیشہ کے لئے قائل رہو گے غیر احمدی جی ہاں - آواز فیصلہ ہوا - ناظرین غور کریں غیر احمدی کیسے عیسائیوں کے تلے روندے جاتے رہے ہیں - مگر افسوس ہے ان کی حالت پر کہ احمدیت کو قبول نہیں کرتے - ([illegible])

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دار الامان ۷ اپریل ۱۹۱۸ء

ستارۂ صبح کی سخن فہمی

الفضل ۹ و ۱۲ - مارچ کے پرچوں میں "جناب ظفر علیخاں صاحب کی تہذیب" کے عنوان سے دو مضمون شائع ہوئے تھے جن میں ان کی تہذیب اور متانت کا تھوڑا سا نمونہ پیش کرنے کے بعد اس اعتراض کا جواب دیا تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں سے بعض الفاظ اور فقرات کو سیاق و سباق کے بغیر نقل کر کے آپ کے اخلاق پر کیا گیا تھا اور ضمناً اس مضمون کے عنوان کی طرف توجہ دلاتے ہوئے جس میں جناب ظفر علی خاں صاحب نے دعویٰ کیا تھا کہ

"آج تک ستارۂ صبح میں ان حضرات
کے خلاف جن کے عقائد کا تخطیہ کرنے پر
ہمیں ہمارا اسلام مجبور کرتا ہے۔ ایک سطر
ایک لفظ ایک حرف بھی ایسا نہیں نکلا
جو پایۂ تہذیب سے گرا ہوا ہو"۔

دریافت کیا گیا تھا۔ کہ کیا "آپ براہ کرم ہمیں بتلائینگے کہ کسی کے نام کو بگاڑنا۔ اور مضحکہ خیز تراکیب میں جکڑ کر دنیا کے سامنے پیش کرنا کہاں کی متانت اور سنجیدگی ہے کیا کوئی انصاف پسند کہہ سکتا ہے کہ "القادیان و ما القادیان" وغیرہ جو آپ لکھتے ہیں۔ یہ تہذیب و متانت کا نتیجہ ہے۔ یا ظریفانہ اور مسخرانہ انداز تحریر کا ایک شعبدہ۔ اگر یہی متانت اور تہذیب ہے۔ تو کیا جناب ظفر علیخاں صاحب خوش ہونگے۔ کہ ان کی ان سعادتمندانہ خدمات پر روشنی ڈالنے کے لئے۔ جو انھوں نے اپنے والد ماجد کی عین حیات میں ان کے متعلق ادا کیں۔ اور ان سے رضا مندی اور خوشنودی کا پروانہ حاصل کیا مضمون لکھا جائے۔ اور اس کا عنوان آپ کے قبلہ و کعبہ کی مناسبت اسمی کے لحاظ سے "السراج الدین ما السراج الدین و ما ادراک ما السراج الدین" رکھا جائے۔ اگر نہیں تو آپ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس مقام کے متعلق ایسی تراکیب استعمال کریں جس کی عزت و حرمت کثیر التعداد افراد کو خاص طور پر ملحوظ خاطر ہے"۔

ہماری مذکورہ بالا تحریر پر ستارہ صبح نے حد سے زیادہ مشتعل و درآتش ہو کر اپنے ۲۸ مارچ کے پرچہ میں ایک نہ دو اکٹھی چار سرخیوں کا مضمون لکھ مارا ہے۔ حالانکہ اس کے غصہ اور ناراض ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ ہم نے تو صرف جناب ظفر علی خاں صاحب سے ایک سوال دریافت کیا تھا۔ اور وہ بھی نہایت دست بستہ۔ کہ کیا جس پیمانہ سے آپ دوسروں کو دیتے ہیں اسی کا ماپا ہوا آپ بھی لینے کے لئے تیار ہیں۔ یا نہیں۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہ جن فقرات اور تراکیب کو آپ دوسروں کے متعلق استعمال کرنا پسند کرتے ہیں وہی تراکیب اگر کسی ایسی شخصیت کے متعلق جو آپ کے نزدیک واجب الاحترام ہو . . . . . .
استعمال کی جائیں۔ تو آپ پسند کریں گے یا نہیں۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ اس سوال کا جواب جناب ظفر علی خاں صاحب (اگر انھیں خدا کچھ اور مہلت دیتا) یا کوئی اور صاحب جو ان کے قائم مقام بن کر ستارہ صبح کی کرسی ادارت پر متمکن ہوئے تھے صرف ہاں یا نہ میں دیکر ہماری تسلی کر دیتے۔ لیکن بجائے دو حرفہ جواب دینے کے ایک لمبا چوڑا اور طول طویل مضمون دھر گھسیٹا ہے جس میں ہمارے جائز سوال کا کوئی معقول جواب نہیں دیا گیا۔ اور ایسی لغو اور بیہودہ باتیں لکھ دی گئی ہیں۔ جو ہرگز قابل توجہ نہیں ہیں۔ اور ایڈیٹر صاحب ستارہ صبح کی حرکات مذبوحی کا پتہ دے رہی ہیں۔ ہاں اپنے مضمون کے ایک عنوان کی تصدیق میں جو یہ ہے کہ "اخلاق و انسانیت کا جنازہ" یہ ضرور لکھ دیا گیا ہے کہ:

"تعجب ہے کہ الفضل ایک ایسے شخص کی نسبت جس کا بظاہر کوئی قصور نہیں۔ ایسی دیدہ دلیری۔ خیرہ چشمی اور بیحیائی سے اعتراض کرتا ہے۔ کہ شرافت و انسانیت کا خون ہو جاتا ہے"۔

ہم نے اپنے مضمون کے ان الفاظ کو جن کے متعلق "ستارہ صبح" نے مندرجہ بالا درافشانی کی ہے کم از کم سہ کرر پڑھا ہے۔ اور بڑے غور و فکر کے ساتھ پڑھا ہے۔ تاہم یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ ان میں کونسا اعتراض کیا گیا ہے۔ اور معلوم کیسے ہو جب کہ کوئی اعتراض ہی نہیں کیا گیا۔ کیا "ستارہ صبح" کے نئے ایڈیٹر صاحب جو "ستارہ صبح کی روش کو" مرنجان مرنج۔ اور صلح کل" ہمیشہ ہمیشہ آٹھ دن بھی قائم نہ رکھ سکے۔ اور "اخلاق و انسانیت" اور "تہذیب و متانت" کے جملہ اصول کو بالائے طاق رکھ کر سفاہت و دناءت پر "اتر" آئے ہیں۔ ہمیں بتائیں گے۔ کہ ہم نے "ایک ایسے شخص کے متعلق جس کا بظاہر کوئی قصور نہیں اور جو اس دنیا میں موجود بھی نہیں" یعنی جناب ظفر علیخاں صاحب کے والد ماجد۔ ان پر کونسا اعتراض کیا ہے ہم نے تو ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور نہ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ ہاں ان کا ذکر خیر اور وہ بھی بطور استفہام اس طرح کیا گیا تھا کہ جناب ظفر علی خاں صاحب ایک ایسے مقام (قادیان) کے متعلق جس کی عزت و حرمت روحانی تعلق کی وجہ سے ایک کثیر التعداد افراد کی جماعت کو خاص طور پر ملحوظ خاطر ہے۔ جو الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ وہی الفاظ اگر ایک ایسے شخص کے متعلق استعمال کئے جائینگے جس کے ساتھ انھیں جسمانی تعلق ہے۔ تو کیا وہ برا تو نہیں منائیں گے اور بخوشی ایسا کرنے کی اجازت دیں گے۔ اور غرض اس کی یہ تھی کہ انھیں

"ہرچہ برخود نپسندی بر دیگراں مپسند"

کے عقلمندانہ مقولہ کی طرف توجہ دلائیں۔ یا کم از کم اس رنج اور تکلیف کا کسی قدر احساس کرائیں۔ جو ان کے ذریعہ ہم اٹھاتے رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ستارہ صبح کے نئے جانشین نے "اخلاق و انسانیت کا جنازہ" پڑھ دیا ہے وہاں سخن فہمی کو بھی . . . کر دیا ہے اور ہمارے ایک نہایت سادہ سوال کو اعتراض بنا کر صلواتیں سنانا شروع

گاؤکشی کس طرح رک سکتی ہے

اخبار "آریہ پتر" بریلی "اخبار الفضل اور ہندو مسلمانوں کا اتفاق" کے عنوان سے ایک مضمون لکھتا ہوا ہم پر مسٹر گاندھی کے ان الفاظ نقل کرنے کی بنا پر جن میں انھوں نے بزور شمشیر ذبح البقر کے روکنے کا خیال ظاہر کیا ہے۔ الزام لگاتا ہے کہ "الفضل نے مہاتما گاندھی کے ان الفاظ کو نقل کرکے ہندوؤں۔ اور مسلمان لوگ میں نفاق کا بیج بونے کی ایک چال چلی ہے۔ اور ہندوؤں کے خلاف گورنمنٹ کو بھڑکانے کی کوشش کی ہے۔" حالانکہ "مہاتما" جی کے وہ الفاظ ایسے صاف اور واضح تھے۔ کہ ہم نے جو کچھ ان سے نتیجہ نکالا اس کے صحیح اور درست ہونے میں کسی کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ ان کے الفاظ یہ تھے کہ "ایک ہندو بھی ہندوستان کے طول و عرض میں ایسا نہیں ہے۔ کہ جو ایک دن اپنی سرزمین کو گاؤکشی سے آزاد کرنے کی امید نہ رکھتا ہو۔ اور ہندو مذہب کو جیسا کہ میں جانتا ہوں۔ اس کی روح کے سراسر خلاف عیسائی یا مسلمان کو بزور شمشیر بھی گاؤکشی چھوڑنے پر مجبور کرنے سے اغماض نہ کریگا" ان الفاظ کے متعلق اگر ہم نے یہ لکھا کہ "ایک مشہور و معروف ہندو لیڈر کے قلم سے نکلے ہوئے یہ الفاظ ان خیالات اور جذبات کی نہایت صفائی کے ساتھ ترجمانی کر رہے ہیں۔ جو ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے متعلق ہیں۔ اور بتا رہے ہیں کہ مسلمانوں کی بہتری اسی صورت میں ہے۔ کہ ہندوستان گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ رہے۔ ورنہ بزور شمشیر ان کو سیدھا کیا جائیگا" تو ہم نے "ہندوؤں اور مسلمان لوگ" میں نفاق کا بیج بونے کی کونسی چال چلی ہے۔ اور ہندوؤں کے خلاف گورنمنٹ کو بھڑکانے کی کیا کوشش کی ہے۔ کیا بقول مسٹر گاندھی یہ درست نہیں۔ کہ اگر ہندوؤں کو موقعہ ملے تو ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوگا۔ جو گاؤکشی کو روکنے کے لئے شمشیر بکف ہو کر مسلمانوں کی سرکوبی شروع نہ کر دے گا۔ اگر یہ درست ہے۔ اور ضرور درست ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسٹر گاندھی جو ہندوؤں کے خیالات کے پورے پورے ترجمان ہیں اس کے درست ہونے پر یقین دلا رہے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے۔ کہ اس سے مسلمانوں کو آگاہ کریں۔ اور انھیں ہندوؤں کے ساتھ مل کر سیلف گورنمنٹ کا مطالبہ کرنے سے روکیں۔ جس کے حاصل ہو جانے پر ان سے وہی سلوک کیا جائیگا۔ جس کا مسٹر گاندھی نے قبل از وقت اظہار کر دیا ہے۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ رہنے کے فوائد اور آرام بتائیں اگر ہے تو پھر کیسے تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ ہم پر تو ہندو مسلمانوں میں نفاق پھیلانے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ ہم ایک آنے والے خطرہ اور مصیبت سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہیں۔ لیکن مسٹر گاندھی جو گاؤکشی کی وجہ سے مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ ان کے متعلق آریہ پتر اسی مضمون میں لکھتا ہے۔ کہ "ان کے دل میں ہندو اور مسلمانوں کی تفریق کا کوئی خیال نہیں ہے۔ وہ ایک ملکی لیڈر ہیں"

شاید یہ الفاظ اس لحاظ سے درست ہوں کہ جب مسٹر گاندھی کو وہ دن نصیب ہو جائیگا جس میں ہر ایک ہندو گاؤکشی کو وجہ قرار دیکر آریہ ورت کو مسلمانوں سے خالی کرا دے گا یا بزور شمشیر اپنا سکہ جمالیگا۔ تو پھر جب کوئی مسلمان ہی نہ رہیگا۔ تو ان کے ساتھ تفریق کیسی۔ اور اختلاف کس کا۔ ورنہ ہم نہیں سمجھتے کہ ایسے خیالات ظاہر کرنے کے باوجود جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ مسٹر گاندھی کے دل میں ہندو مسلمانوں کی تفریق کا کوئی خیال نہیں ہے۔ اگر مسٹر گاندھی اور ان تمام ہندوؤں کے دل میں جن کی ترجمانی کا انھوں نے حق ادا کیا ہے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر انھیں ضروری اور جائز حقوق دینے کا ذرا بھی خیال ہو۔ تو پھر ہو نہیں سکتا کہ گاؤکشی کو بزور شمشیر روکنے کے خیالات کی بجائے صلح اور صفائی کے ساتھ اس کا تصفیہ کرنے کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ کیونکہ دنیا کی کوئی دو قوموں میں آج تک تلوار نے کبھی قلبی محبت اور سچی دوستی کا بیج نہیں بویا۔ پس اگر ان کے دل میں گائے کی عظمت ہے تو ہم ان کی خاطر تکلیف برداشت کرکے اس کا ذبح کرنا چھوڑنے کے لئے تیار اور آمادہ ہیں۔ لیکن تلوار کے زور اور شمشیر کے ڈر سے نہیں۔ بلکہ باہمی سمجھوتہ اور آپس کی قرارداد کی بنا پر اور وہ سمجھوتہ وہی ہے جس کا ذکر ہم ۹۔ مارچ کے "الفضل" میں "ذبح البقر کے روکنے کی ترکیب" کے عنوان سے کر چکے ہیں۔ اگر ہندو صاحبان اس کے مطابق ہمارے ساتھ قرارداد کرلیں۔ تو جس دن فریقین کے سرگروہوں کے دستخط ثبت ہو جائیں گے۔ اسی دن سے ہم گائے کا گوشت استعمال کرنا بالکل ترک کر دیں گے۔ کیا ہندو صاحبان اس طرف متوجہ ہونگے۔

گائے کس لحاظ سے ہندوؤں کی معبود ہے

ہم اپنے ہندو بھائیوں کی خاطر گائے کو دوسرے جانوروں کی نسبت کسی قدر فضیلت دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور اس کے ذبح کرنے سے بھی دست بردار ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اس کے معاوضہ میں ہمارے بھی ایک مطالبہ کو پورا کردیں لیکن اگر اس سے پہلو تہی کرکے یہ کوشش کی جائے۔ کہ گائے کی عظمت اور بزرگی کو دلائل عقلی کے ساتھ ثابت کرکے اس کے ذبح کرنے سے روکا جائے۔ تو افسوس کیساتھ ہم کہینگے کہ اس میں ہرگز انھیں کامیابی نہیں ہوسکیگی مثلاً "آریہ پتر" نے اپنی اسی پرچہ میں جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ گائے کو معبود سمجھ کر اس کی عظمت اور پرستش کرنے کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ

"گائے کو ہندو لوگ جس لحاظ سے معبود سمجھتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ گائے کے ہونے سے دودھ گھی لوگوں کو کثرت سے میسر ہو سکتا ہے"

جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ اس وجہ کو معقول سمجھنے کے لئے کوئی غیر ہندو تیار نہ ہوگا۔ کیونکہ اول تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ دنیا میں کوئی سمجھدار انسان ایسا نہیں ہوگا جو دودھ اور گھی دینے والی گائے کو ذبح کرنا پسند کرتا ہو جس قدر

ہونے کی وجہ صرف اس کا دودھ اور گھی دینا ہی ہے۔ تو چاہیئے۔ کہ بھینس کو جو اس سے بھی بہت زیادہ دودھ اور گھی دیتی ہے۔ اسی نظر سے دیکھا جائے۔ لیکن جہانتک ہمیں معلوم ہے ہندو صاحبان کے نزدیک بھینس کو وہ درجہ ہرگز حاصل نہیں جو گائے کو ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گائے کا دودھ اور گھی دینا کوئی ایسی وجہ نہیں ہے جو اسے معبودیت کے درجہ پر پہنچا دے۔ پس ہمارے ہندو بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ ہمارے سامنے گائے کی معبودیت کو ثابت کرنے کے لئے۔ اس قسم کے دلائل کو پیش نہ کیا کریں۔ کہ ان سے ہماری ہرگز تسلی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی ہم اس طرح ذبح البقر سے باز رہ سکتے ہیں۔ ہاں جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ باہمی سمجھوتہ اور آپس کی قرارداد ایک ایسی ترکیب ہے۔ جس سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے جس کی طرف توجہ کرنا ہندو صاحبان کے لئے نہایت مفید ہے۔

علما میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کی کوشش

قدیم سے سنت اللہ چلی آتی ہے۔ کہ جب دنیا کی حالت بد سے بدتر ہو جاتی ہے۔ تو اس وقت رحمت باری جوش میں آتی ہے۔ اور نبی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ جو آ کر انھیں گندوں سے نکالتا۔ برائیوں سے روکتا اور بدکرداریوں سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن چونکہ دنیا والے اس طرف کو چل رہے ہوتے ہیں۔ جس طرف چلنے میں انھیں اپنی بگڑی ہوئی حالتوں کا کچھ بھی مقابلہ نہیں کرنا۔ بلکہ ان کو مدد ملتی ہے۔ اس لئے وہ نبی کی آواز پر قطعاً توجہ نہیں کرتے۔ اور اگر کرتے ہیں تو بہت تھوڑے۔

توجہ نہ کرنے والوں میں سب سے پیش پیش وہ گروہ ہوتا ہے۔ جو اپنے آپ کو دینی پیشوا اور مذہبی امور کا عالم سمجھتا ہے۔ اگرچہ اس میں سے وہ جو واقعی طور پر خدا تعالے کا خوف اپنے دل میں رکھتے ہیں اور سچے علوم کی روشنی میں چلتے اور نفسانیت کو دور کر چکے ہوتے ہیں۔ فرستادہ خدا کے ساتھ ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن وہ جو اپنے نفس کے بندے اور تقوی اللہ سے بے نصیب ہوتے ہیں وہ بگڑ کھڑے ہوتے ہیں۔ نبی کی مخالفت میں سرگرمی دکھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور نہ صرف خود خدا کے بھیجے ہوئے کے قبول کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ بلکہ عوام الناس کو بھی ورطۂ ضلالت میں ڈال دینے سے دریغ نہیں کرتے یہی وجہ ہے۔ کہ نبی کے خلاف عوام کا شور و غوغا بہت حد تک انہی حضرات کی سعی ناحق نتیجہ ہوتا ہے۔ دیکھیے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی مخالفت کرنے والے۔ اور عوام کو جوش دلانے والے وہی فقیہی اور فریسی تھے جن کو دعویٰ تھا کہ ہم موسیٰ کے جانشین۔ توراۃ کی امانت کے امین۔ اور کتاب مقدس کی حفاظت کے ٹھیکیدار ہیں۔ انھوں نے ہی باتیں بنا بنا کر بنی اسرائیل کے عوام کو طیش دلایا۔ اور ناکردنی باتیں کیں۔ اور کرائیں۔

ان کی ان تمام کوششوں میں جو انھوں نے حضرت عیسیٰ کے خلاف کیں اگر غور کیا جائے۔ تو صاف طور پر نظر آئیگا۔ کہ ان میں نفسانیت کام کر رہی تھی۔ جو بوجہ اپنے غلبہ کے نبی کی ناصحانہ آواز کو ان کے کانوں میں داخل نہیں ہونے دیتی۔

یہی سلوک سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علماء یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کے سرداروں نے کیا۔

آپ کی مخالفت میں عوام نے تلواریں نیاموں سے کھینچیں۔ مگر کن کی تحریک۔ کن کی شہ کن کے بھڑکانے سے؟ ظاہر ہے کہ وجہ القوم سرداران قریش کے کہنے سے اور اگرچہ حضرت مسیح کے وقت فقیہیوں اور فریسیوں میں اور نبی کریم کے وقت میں علماء یہود و نصاریٰ اور سرداران عرب میں خانہ جنگی تھی۔ اور نہایت درجہ اختلاف تھا۔ مگر جب خدا کی طرف سے ان کے لئے ایک ایسا مصلح آیا جو انھیں آپس کی عداوت و دشمنی افتراق و انشقاق حسد و کینہ سے پاک کرنے والا تھا۔ اس سے صرف پیٹھ ہی نہیں پھیری۔ بلکہ اس کی تخریب کے درپے ہو گئے۔ ان کا جو کچھ انجام ہوا وہ دنیا کو معلوم ہے۔ کہ ان کا نام نشان مٹ گیا۔ گو وہ جنھوں نے برگزیدۂ خدا کو قبول کیا۔ ان میں ایسا اتحاد و اتفاق پیدا ہو گیا۔ جس کے ساتھ دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں سر ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں۔

اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ علماء مقتدا ہیں۔ کہ انھیں کے پیچھے عوام ہوتے ہیں۔ اتفاق و اتحاد پیدا ہونے کی ایک ہی صورت ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا کے فرستادہ کو قبول کر کے اپنے آپ کو اس کے سامنے بیجان کی طرح ڈال دیں۔ اور اس کے حکم سے سر مو تجاوز نہ کریں ورنہ اس کے سوا اور کوئی طریق نہیں ہے۔ جو اس گروہ میں یکجہتی اور اتحاد پیدا کر سکے۔

اس طریق کو چھوڑ کر دنیا پہلے بھی ناکام ہو چکی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے۔ اور اس وقت تک ہوتی چلی جائیگی۔ جب تک کہ اسی طریق پر عمل پیرا نہ ہوگی۔ ہندوستان میں عرصہ سے ندوۃ العلماء کے نام سے ایک انجمن بنی ہوئی ہے۔ جس نے اپنا سب سے بڑا مقصد اور مدعا علماء میں اتفاق و اتحاد پیدا کرانا قرار دیا ہوا ہے۔ لیکن کیا اس میں اسے کچھ کامیابی ہوئی ہے۔ اور اسے یہ مقصد حاصل ہو گیا ہے۔ اس پر ۲۱۔ مارچ کے اخبار مشرق کے مندرجہ ذیل الفاظ اچھی طرح روشنی ڈالتے ہیں۔ کہ

"ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ ندوۃ العلماء کو اپنے مقصد اول میں اب تک کامیابی نہیں ہوئی۔ یعنی علماء کرام کے درمیان جو نزاع قائم تھی۔ اور اختلافی مسائل کی وجہ سے جو شرمناک قضیئے پیش آتے رہتے تھے۔ وہ آج بھی پیش آ رہے ہیں اور کوئی اصلاح علماء کے کیرکٹر میں نہیں ہوئی ہے۔"

یہ نتیجہ ہے اس غلط طریق کے اختیار کرنے کا۔ اور درست راستہ کو چھوڑنے کا۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ دنیا میں آج تک کسی ندوہ نے مذہبی اختلاف اور جھگڑے دور کر کے لوگوں کو ایک رستہ میں لا ڈالا ہے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر اب کیونکر ممکن تھا۔ کہ ندوۃ العلماء ایسا کر سکتا۔ مذہبی اختلاف اور نزاع سوائے کسی برگزیدۂ خدا کے نہ آج تک دور ہوئے ہیں۔ اور نہ اب مسلمانوں میں

سے دور ہو سکتے ہیں۔ اس لئے جب تک وہ اس فرستادۂ خدا کو جو انہیں اختلافات کے سمندر سے بچانے کے لئے حبل اللہ ہو کر آیا ہے۔ نہ پکڑیں گے۔ اس وقت تک اس بحر ناپیدا کنار سے کبھی نہ نکل سکیں گے۔

اس سے نکلنے کے لئے جو طریق انہوں نے اختیار کیا ہے۔ اگرچہ اس کے نادرست ہونے کی وجہ سے ناکامی یقینی ہے۔ لیکن اس سے یہ ضرور ثابت ہو جاتا ہے کہ انہیں اپنی حالت زار سے آگاہی ضرور ہے اور وہ اس کی اصلاح کی کوشش کرنے کے لئے بھی تڑپ ہیں۔ اس لئے ہم انہیں نہایت خلاص اور ہمدردی کی مشورہ دیتے ہیں کہ اس کے لئے وہی طریق اختیار کریں جو خدا کا مقرر کردہ ہے۔ اور اس زمانہ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود کو قبول کرلیں۔ تاکہ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کے مصداق ہو جائیں۔

ممکن ہے کسی کے دل میں یہ کھٹکا پیدا ہو کہ مرزا صاحب کے ماننے والے لوگوں میں بھی اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ اور کچھ لوگ لاہور جا بیٹھے ہیں۔ پھر کیونکر مان لیا جائے۔ کہ ان کے قبول کرنے سے اختلاف دور ہو جائیگا۔ لیکن یہ خیال بادنیٰ تامل اور غور سے دور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کچھ ایسے لوگوں کے حضرت مسیح موعود کی جماعت سے الگ ہو جانے سے جن کے دل فتنہ و فساد کی غلاظت سے پاک نہ تھے یہ نہیں نکلتا ہے کہ آپ کی بنائی ہوئی جماعت میں اختلاف اور انشقاق ہے۔ بلکہ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ آپ واقعی حبل اللہ تھے اور چونکہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے آپ کو اتفاق اتحاد پیدا کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس لئے وہ چند انسان جو اس مقصد اور مدعا میں رخنہ ڈالنے والے تھے ان کو آپ کی جماعت سے الگ کر کے رکھدیا۔ پس کچھ لوگوں کا جماعت احمدیہ سے نکلنا بجائے اس کے کہ حضرت مسیح موعود کے قبول کرنے میں کسی کے لئے روک ہو آپ کی صداقت کا ایک بہت بڑا نشان ہے۔ مبارک ہے۔ جو آپ کو قبول کرتے۔

۱۹۰۱ء کے بعد
تبدیلی عقیدہ دربارہ تعریف نبوت کا مسئلہ

احباب کرام سے یہ امر مخفی نہیں۔ کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۹۰۱ء تک از روئے اصطلاح اسلامی نبوت کی یہ تعریف سمجھتے رہے کہ نبی وہ ہوتا ہے۔ جو براہ راست ہو۔ (۲) احکام سابقہ میں ترمیم یا تنسیخ کرے (۳) شریعت لائے۔ اور اسی بنا پر باوجود کثرت مکالمہ و مخاطبہ و کثرت اظہار امور غیبیہ سے مشرف ہونے کے اپنے آپ کو نبی نہ سمجھتے تھے۔ لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ:-

"خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاکر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کے رو سے نبی کہلاتا ہے"

(تقریر حجۃ اللہ بمقام لاہور صفحہ ۲)

اس لئے آپ نے فرمایا کہ:-

"سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں"

(مکتوب اخبار عام)

چنانچہ سال ۱۹۰۱ء کے بعد آپ کہیں نہیں پائیں گے کہ حضور نے کبھی اپنے آپ کو محدث لکھا ہو جیسے کہ پہلی کتابوں میں لکھتے رہے۔ اور نہ کہیں اپنے آپ کو جزوی نبی فرمایا۔ کہ یہ لفظ بھی محدث کے ہم معنے ہے۔ بلکہ یہ فرما کر

"دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور یہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

تمام جماعت مجددین امت محمدیہ و اولیاء کرام سے اپنے آپ کو ممتاز کر کے۔ جماعت انبیاء میں شامل کر لیا۔ پہلے تو آپ فرماتے تھے۔ کہ اگر ایک بار بھی جبرئیل وحی رسالت لے کر نازل ہو جائے۔ تو یہ امر ختم نبوت کے منافی ہے۔ (ازالہ اوہام) مگر پھر صاف فرما دیا۔ کہ میرے پر جبرئیل نازل ہوتا ہے۔ اور بار بار آتا ہے۔ دیکھو الہام جاءنی

آئل و اختار و ادار اصبعہ واشار ان وعد اللہ اتیٰ فطوبیٰ من وجد ورایٰ۔

اس پر حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳ میں حاشیہ دیا ہے۔ کہ اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے۔ اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے"۔ اسی طرح پہلے اپنی وحی کو وحی ولایت فرماتے رہے۔ لیکن ۲۹ - دسمبر ۱۹۰۱ء کے بعد اربعین نمبر ۴ کے تتمہ میں فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں۔ کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا...... یہ ایک دوسری حماقت ہے۔ جو ظاہر کی جاتی ہے۔ بھلا اگر یہ سچ ہے۔ کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے اور تئیس برس تک ہلاک نہ ہوئے۔ تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہئے۔ اور وہ الہام پیش کرنا چاہئے۔ جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا۔ یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں۔ کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔ جس کی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کر کے یہ کہا جائے۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے پر نازل ہوا ہے"۔ (صفحہ ۱۱)

عبارت مندرجہ بالا سے صاف ثابت ہے۔ کہ حضور انور

اپنی وحی کو سنہ ۱۹۰۲ء میں وحی نبوت سمجھنے لگ گئے تھے حالانکہ اس کی کیفیت یا پیرایہ اظہار فی الناس میں کچھ فرق نہیں آیا۔ صرف اسی وجہ سے کہ پہلے نبوت کی تعریف میں امتی نہ ہونا اور کتاب لانا ضروری سمجھتے تھے اس لئے اپنی وحی کو وحی ولایت فرماتے۔ لیکن پھر جب انکشاف حقیقت ہو گیا۔ تو ادھر یہ فرمایا۔

نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی نبی کے حقیقی معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۸)

یعنی امتی بھی نبی ہو سکتا ہے۔ اور ادھر اپنی وحی کے وحی نبوت ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور اس کی تعریف بھی بتا دی جو صرف یہ ہے کہ خدا کا کلام عام طور پر پیش کر کے کہا جائے۔ کہ یہ مجھ پر نازل ہوا۔ اور کون نہیں جانتا کہ حضرت اقدس اپنی وحی کو چھاپ کر تحدی کے ساتھ شائع فرماتے رہے۔ پس کوئی شک نہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضور نے تعریف نبوت کے بارہ میں اپنا عقیدہ بدل لیا۔ اور اس تبدیلی عقیدہ کی بنا پر ہی اپنے آپ کو نبی باعتبار نفس نبوت ویسا ہی نبی جیسے پہلے انبیاء ہوئے) سمجھ کر سب انبیاء بنی اسرائیل علی الخصوص مسیح بن مریم سے تمام شان میں بڑھ کر سمجھنے لگے۔ حالانکہ آپ کا عقیدہ آخری وقت تک یہی رہا کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت جزئی ہو سکتی ہے۔ مگر فضیلت کلی نہیں ہو سکتی۔ پس مسیح بن مریم پر فضیلت کلی کا دعویٰ ہی ثابت کر رہا ہے کہ آپ اپنے آپ کو فی الحقیقت نبی سمجھنے لگ گئے تھے۔ (جیسا کہ فی الواقعہ آپ تھے۔) مثلاً جیسا کہ پہلے تریاق القلوب میں تو لکھا کہ:-

"اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو ایک غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔" (تریاق القلوب ص ۱۵۷)

اور ریویو جلد اول صفحہ ۲۵۷ میں لکھا کہ:-

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے۔" (ریویو ۲۵۷)

یہ ایک صریح تناقض تھا۔ جس کو دیکھ کر ایک شخص نے سوال کر دیا۔ کہ یہ تناقض کیسا ہے۔ ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹۔ تو آپ نے اس کے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے فہم کی غلطی ہے بلکہ صاف الفاظ میں فرما دیا۔

"یہ اسی قسم کا تناقض ہے جیسے براہین احمدیہ میں میں نے لکھا کہ مسیح بن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا ...... مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہونگے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل نہ کرنا چاہا۔ بلکہ اس کی وحی کی تاویل کی" صفحہ ۱۴۹

یعنی اس تناقض کو کہ پہلے اپنے آپ کو غیر نبی کہتے تھے۔ اور اس بنا پر مسیح [illegible] جزئی فضیلت قرار دیتے پھر اپنے آپ کو فی الحقیقت نبی سمجھنے کی وجہ سے مسیح پر کلی فضیلت فرمانے لگے اس مثال سے سمجھایا کہ دیکھو براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ مگر اس وجہ سے میں نے اپنے آپ کو مسیح موعود قرار نہ دیا اور وحی کو ظاہر پر حمل نہ کیا۔ بلکہ تاویل کی کہ امتی کا مسیح موعود بننا مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف تھا۔ اسی طرح براہین ہی میں مجھے نبی اور رسول کہا گیا۔ مگر چونکہ مسلمانوں کے عام عقیدے میں نبی اسے کہتے تھے۔ جو کتاب لائے۔ یا براہ راست ہو (امتی نہ ہو)[1] اس لئے اپنی وحی کو ظاہر پر حمل نہ کیا۔ اور تاویل کی اور اس سے مراد جزوی وغیرہ لیتا رہا۔ لیکن

"بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر[2] نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰)

کے مطابق جب تواتر سے روز روشن کی طرح آپ پر کھل گیا۔ کہ آپ فی الواقعہ نبی ہیں تو فضیلت کلی کا بھی دعویٰ فرما دیا۔ اور تعریف نبوت کے بارے میں بھی عقیدہ بدل گیا۔ اور اپنی تئیس برس کی وحی در بارہ نبوت کی تاویل بھی چھوڑ دی۔ بلکہ اسے ظاہر پر حمل کرنے لگے۔ اب اس بات پر کوئی احمدی گھبرا کے اور کہے کہ اس طرح تو امان اٹھ جاتی ہے کہ پہلے اپنے الہاموں کے کچھ معنی فرماتے رہے۔ پھر کچھ فرما دیئے۔ تو یہ اس کی غلطی ہے۔ کیونکہ ازالہ اوہام میں حضرت اقدس نے لکھا ہے کہ:-

"بعض کا یہ خیال ہے کہ اگر کسی الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو جائے۔ تو امان اٹھ جاتا ہے۔ اور شک پڑ جاتا ہے کہ شاید اس نبی یا رسول یا محدث نے اپنے دعوے میں بھی دھوکہ کھایا ہو۔ یہ خیال سراسر سفسطہ ہے اور جو لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں وہ ایسی ہی

---

[2] تعجب ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ نبی کے لغوی معنی بتائے ہیں۔ حالانکہ "ضروری نہیں" بتا رہا ہے کہ یہاں نبی کے اصطلاحی معنی ہو رہے ہیں۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ ایسا لغوی نبی بھی ہو سکتا ہے۔ جو شریعت لائے۔ یعنی شریعت لانیکے باوجود لغوی نبی ہی ہے۔ کیونکہ ضروری نہیں فرمایا گویا جائز ہے کہ شریعت لے آئے۔ فافہم ۱۲۔

[1] امتی ہونے سے نفس نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا چنانچہ فرماتے ہیں:- "میرا نام نبی رکھا گیا۔ ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے۔ تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلعم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۱)

باتیں کیا کرتے ہیں۔ ہم گمان کا بھی اعتقاد ہے تو تمام نبیوں کی نبوت سے ان کو ہاتھ دھو بیٹھنا چاہیئے۔ کیونکہ کوئی نبی نہیں جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۲۴)

یعنی اگر کسی الہام (مثلاً وہ الہام جس میں آپ کو نبی اور رسول کا خطاب دیا گیا) کے سمجھنے میں غلطی لگ جائے۔ تو یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں سب نبی ایسی اجتہادی غلطیوں میں شریک ہیں۔ پس اس بات کا ایک جواب تو وہ مثال ہے۔ جو اعجاز احمدی میں دی۔ یعنی

"میں قریباً ۱۲ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب ۱۲ برس گذر گئے۔ تب وہ وقت آگیا۔ کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۷)

دیکھئے شدومد سے وحی الہٰی مسیح موعود قرار دیتی ہے اور آپ کو بتایا جاتا ہے کہ:۔

"تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ کہ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله۔ (اعجاز صفحہ ۷)

مگر باینہمہ آپ اپنے کو ۱۲ برس تک مسیح موعود نہیں سمجھتے۔ پس جو لوگ احمدی ہو کر احمدی کہلا کر تمسخر اڑاتے ہیں۔ کہ اچھا نبی تھا۔ جسے روز وحی آتی کہ تو نبی ہے۔ اور وہ یہ نہیں سمجھتا تھا کہ میں نبی ہوں۔ قرآن و حدیث میں تو اسے نبی کہا گیا۔ اور وہ کہے کہ میں نبی نہیں۔ انھیں سوچنا چاہیئے۔ کہ اس سے زیادہ تعجب کی بات کیا یہ نہیں؟ کہ وحی الہٰی تو شدومد سے آپ کو مسیح موعود ٹھہرائے۔ صریح الفاظ میں عیسیٰ کہے۔ اور پھر قرآن کی آیت هو الذی ارسل رسوله الآیۃ کے مصداق آپ ہی ہوں۔ مگر آپ یہی کہے جائیں کہ میں مسیح موعود نہیں۔ اور مسلمانوں کے رسمی عقیدہ پر جمے رہیں۔ ٹھیک اسی طرح وحی الہٰی تو آپ کو ابتداء ہی سے نبی اور رسول قرار دے رہی تھی۔ مگر چونکہ تعریف نبوت آپ کے ذہن میں اور تھی۔ اس لئے آپ لفظ نبی اور رسول کی تاویل فرماتے اور قرآن و حدیث میں بھی جہاں آنے والے مسیح کو نبی کہا گیا۔ اس کو بھی تصوف کی اصطلاح فرماتے رہے۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس کا جواب وہی ہے جو حضور نے مسیح موعود کہلانے کے بارے میں دیا کہ:۔

"خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا۔ اور اسی وجہ سے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا...... حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۷)

سب سے بڑی حکمت عملی تو یہی ہے۔ کہ اگر نبوت کا لفظ ابتداء ہی میں اس طور سے استعمال ہونے لگتا تو کئی کمزور لوگ ارتداد کی راہیں اختیار کر جاتے۔ جو چند سالوں کے بعد حضور کی قوت قدسیہ اور ایمانی قوت سے اس قابل ہو سکتے تھے۔ کہ وہ ابتلاء میں نہ پڑیں۔ پس اس وقت باوجود صاف اور روشن طور پر نبی اور رسول کا الہام موجود ہونے اور قرآن و حدیث میں دلایل پائے جانے کے تعریف نبوت کے متعلق آپ کو ذہول رہا۔ اور اسی بنا پر آپ اپنے آپ کو صرف محدث کہتے رہے۔ اور اپنی نبوت کو جزوی نبوت فرماتے رہے۔ لیکن جب وقت آگیا کہ ختم نبوت کی شان ظاہر ہو۔ اور ادھر بارش کی طرح وحی سے تواتر کے ذریعہ نبوت کا امر بدیہی ہو گیا۔ تو دلائل آفتاب کی طرح چمک اٹھے اور دن چڑھ گیا۔ اب ایسی حالت میں کوئی عذر و معذرت کام نہیں دیگا۔ دیکھو حضرت اقدس مسیح کے آسمان پر زندہ ہونے کو شرک فرماتے ہیں۔ حالانکہ اس کی موت کے قرآن مجید میں اس قدر دلائل ہیں۔ کہ کسی احمدی کے مقابل میں غیر احمدی نہیں ٹھہر سکتے۔ باوجود اس کے آپ خود مسیح کے آسمان سے واپس آنے کے قائل رہے۔ پس اسی طرح باوجود کھلی کھلی وحی کے کئی برس تک آپ اسی رسمی عقیدہ پر جمے رہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی فی الواقعہ نبی نہیں آسکتا۔ اور یہ کہ میں نبی نہیں ہوں جیسا کہ عام مسلمانوں کا عقیدہ تھا۔ ایسا کیوں ہوا؟ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا۔ جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں۔ مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں بات یہی ہے۔ جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

ہمارے غیر مبایعین دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ خدا کی حکمت اور مشیت پر ایمان لائیں۔ اور اپنے عقائد کی بنیاد اس بات پر نہ رکھیں۔ کہ جو بات ان کے دل کو بری لگتی ہے۔ یا جسے وہ اپنے طور پر جائز نہیں سمجھتے اسے حقانیت سلسلہ کے لئے نقص قرار دیں۔ کیونکہ جب خدا ایک امر کو جائز رکھتا ہے۔ اور اپنی خاص حکمتوں کے ماتحت ایسا کرتا ہے۔ تو ہمیں ایمان لانا چاہیئے۔ اگر وہ اس بات کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ کہ باوجود وحی الہٰی کے آپ کیوں یہ نہ سمجھ سکتے تھے۔ کہ آپ فی الحقیقت نبی ہیں تو اس بات کو بھی مکروہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ باوجود وحی الہٰی اور قرآن و حدیث کی اتنی دلائل کے۔ زمانہ براہین احمدیہ کے بعد بارہ برس تک کیوں اس غلط فہمی میں رہے کہ آپ مسیح موعود نہیں۔ پھر حضور فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء اس بات میں شریک ہیں۔ کہ اپنے الہامات کے معنی سمجھنے میں اجتہادی غلطی کھا جاتے ہیں۔ اور

ضروری نہیں - کہ اپنی رسالت کو بمجرد نزول وحی سمجھ لیں چنانچہ اس کے لئے تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۰ کا یہ حوالہ ملاحظہ ہو - جو نبیوں کے امام سید الاولین والآخرین کے بارے میں ہے :-

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرئیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا - کہ یہ خدا کی طرف سے ہے - بلکہ حضرت خدیجہؓ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے - اور فرمایا کہ خشیت علےٰ نفسی یعنی مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے - کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو "

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۰)

اب فرمایئے کہ جب وہ مقدس وجود جو تمام انبیاء کے کمالات کا خاتم تھا - جب اسے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ میں فی الواقعہ رسول ہوں نجالیکہ آپ پر جبرئیل سورۃ اقرء باسم ربك الذی خلق لیکر نازل ہوتا ہو تو اگر آپ کا ایک اُمتی رسول چندسال یہ نہ سمجھ سکا ہو کہ میں رسول اور نبی ہوں - اور وہ بھی محض اس لئے کہ خدا کی حکمت کے ماتحت " تعریف نبوت " کچھ اور سمجھتے تھے - تو اس میں کونسا گناہ لازم آگیا - (باقی آئندہ)

(اکمل)

خواجہ حسن نظامی صاحب کے نام کھلی چٹھی

الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں - دہلی کے ایک غیر احمدی صاحب کی طرف سے " خواجہ حسن نظامی سے چند سوالات " کے عنوان سے ایک مضمون نکلا تھا - جس کا تاحال خواجہ صاحب کی طرف سے - کوئی جواب نہیں نکلا - اب انہیں صاحب نے اخبار دہلی گزٹ میں ایک کھلی چٹھی چھپوائی ہے - جو درج ذیل ہے - (ایڈیٹر)

(خواجہ صاحب مدظلہ)

سلام مسنون - یہ امر جناب کی ذات والا صفات سے مخفی نہ ہوگا - کہ خاکسار نے بذریعہ اخبار الفضل مورخہ ۹ - مارچ ۱۹۱۸ء جناب سے کچھ سوالات کئے ہیں - مجھے آپ کے اخلاق کریمانہ پر وثوق ہے - کہ آپ جواب سے محروم نہ فرمادیں گے - اگر آپ میں واقعی وہ قدسی طاقت ہے جس کو آپ باطنی حربہ سے موسوم کرتے ہیں - اور جس کے آپ مدعی ہیں - تو بلاشبہ آپ کا وجود باوجود فی زمانہ مظلوم اسلام کی صداقت پر بلاشبہ ایک مستحکم دلیل ہے - باطنی طاقت سے ایک گھنٹے کے اندر کسی کافر کا ہلاک کر دینا ایک تعجب انگیز اور حیرت خیز معجزہ ہے - قادیانی فرقہ اس وقت اسلام کے لئے ایک زلزلہ اور طوفان بنا ہوا ہے - اگر راستی دنیا میں کوئی چیز ہے - اور پاک مذہب اسلام اس کی تلقین کرتا ہے - تو خواجہ صاحب کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ صداقت کے اظہار سے جھجکوں اور بیجا اپنے علماء کی تساہل اور غفلت پر پردہ ڈالوں - مرزا صاحب قادیانی کی تعلیم مقبول عام اس سے زیادہ ہوتی جائیگی - اگر ہمارے علماء کی یہی حالت رہی آپ کے یہ الفاظ کہ اس فرقہ کا استیصال جرمن کی تباہی سے زیادہ ضروری ہے - میرے دلی شکریہ کے مستحق ہیں -

میں نے اپنے متذکرہ مضمون میں غلطی یہ کی کہ قادیانیوں کو آپ کی رضا مندی پر دہلی آنے کی دعوت دی - اور ان کا کرایہ آمد و رفت خود ادا کرنے کا وعدہ کیا - جب سے مضمون شائع ہوا ہے - قادیانیوں کے خطوں کا ایک تانتا بندھ گیا ہے - وہ بغیر کرایہ وصول کئے یہاں آنے کے لئے تیار ہیں - بلکہ میرا خرچ اٹھانے کا لالچ دیتے ہیں - ہر ایک اپنے دوسرے قادیانی سے زیادہ آپ کے باطنی تعلق میں پیش ہونیکا مستحق بتاتا ہے - میں حیران ہوں کہ اس فرقہ میں آخر ہم میں سے ہی لوگ شامل ہوتے ہیں ان میں اس قدر جوش کہاں سے بھر گیا کہ اگر اس کا عشر عشیر بھی ہم لوگوں میں ہو تو مجھے خدا کی ذات پر بھروسہ ہے - کہ ہم ان چند ہزار اشخاص کو راہ راست پر لے آئیں - اور بجائے ان کے لندن کے بازاروں میں - پیرس کی گلیوں میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی پاک اور مقدس آواز بلند کریں - مگر ہمارے علماء کی بلا سے - آج اسلام کی ذریت خواہ عیسائیت یا آریہ ازم میں جذب ہو جائے - یا مسلمانی لباس میں دہریت کی زندگی بسر کرے - خواجہ صاحب اگر آپ واقعی وہ ہیں جس کا آپ دعویٰ کرتے ہیں - تو للہ آج اسلام کی غربت پر رحم فرمایئے - آخر آپ سلطان جی اور بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہم کے سچے نام لیوا ہیں در اصل اسلام صوفیوں سے پھیلا - اور قادیانی قلعہ بھی آپ کے مبارک مجاہدہ سے فتح ہوگا - میں بہت سے بے زبان مسلم بچوں کی زبان بنکر آپ کی خدمت میں مودبانہ گذارش پرواز ہوں کہ بس اب وقت آگیا ہے - ان کارناموں کے اظہار کا جو صوفیاء کرام کے ساتھ وابستہ تھے - اٹھو اٹھو خدا کا نام لیکر اٹھو - باناتوں کے پردہ والی قبروں سے منتیں مانگنا اٹھو - اور کسی آیت شریف کو پڑھ کر ان دلیر منھ زوروں پر دم کردو - ورنہ خواجہ صاحب یاد رکھو - یہ سائنس کا زمانہ ہے - دعوے کے لئے دلیل ضروری ہے - علماء کی بیجا از عقل وعظوں نے - اسلام کے نونہالوں کو یورپ کی تہذیب کا دلدادہ بنا دیا - اگر آپ خدانخواستہ ایسی کرامت کے دکھانے سے عاجز رہے - تو یہ سکولوں کے لڑکے کسی ڈوبنے والی برات کے قصہ کو کسی صوفی کی آواز سے جامع مسجد کے ٹیڑھے ہو جانے والی تعات کو محض بے بنیاد کہدیں گے - اب میں ذیل میں ان قادیانیوں کے چند خطوط کا اقتباس درج کرتا ہوں اصلی خط میرے پاس محفوظ ہیں -

عبدالکریم صاحب و مولا بخش صاحب لاہور سے تحریر کرتے ہیں - ہم اپنے کرایہ سے ایسٹر کی تعطیلات میں خواجہ صاحب کی کرامت کے مقابلہ میں آسکتے ہیں - ہم کوئی عالم و فاضل نہیں - محض اللہ کے فضل سے امام وقت کو شناخت کیا ہے - اور اس کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر لیا ہے -

ڈاکٹر محمد شاہ صاحب پانی پت سے لکھتے ہیں - اگر خواجہ صاحب کرامت دکھانیکا وعدہ فرمادیں - تو آپ فوراً مجھ کو بذریعہ " تار یاد " کریں میں دہلی سے نظام الدین تک آپ کے راہ خرچ کا ذمہ وار ہونگا -

بالآخر میں آپ کی خدمت میں ایک اور گذارش کرتا ہوں کہ بصورت ایسی کرامت نہ دکھا سکنے کے جو لازماً آپ نہیں دکھا سکتے یہ مناسب ہے کہ آپ بغیر مزید لیت و لعل کے

خلیفہ صاحب قادیانی کے پاس جاویں۔ اور اپنے دعوے سے دست بردار ہوکر ان کی پیش کردہ میعاد ایک سال کو نہ مانیں۔ عقلی گروہ یہ کہہ رہا ہے۔ کہ ایک سال میں کوئی ہلاک نہ ہوگا۔ اور یہ شرط ضرور کرالیں کہ بحالت فریقین کے زندہ رہنے کے آپ (مرزا صاحب قادیانی) اپنے دعوے میں جھوٹے ہونگے۔

آخر مولوی ثناء اللہ صاحب بھی تو اب تک جیتے جاگتے سلامت ہیں۔ میں زیادہ تو نذر نہیں کرسکتا۔ صرف آپ ہی کا ٹکٹ سیکنڈ کلاس کا اپنی جیب سے دلا دونگا۔ اب میں اپنے خط کو ان الفاظ پر بند کرتا ہوں سات کروڑ کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

گر میں آپ سے بذریعہ اخبار .. مطالبہ نہ کرتا بلکہ بذریعہ ڈاک تحریر کر دیتا۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ لکھنؤ کے واقعہ کی طرح میرے خط پر بھی شادی ونکاح وغیرہ کے حاشیے چڑھائے نہ جائیں اور اس کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے پھر اخباری کالموں کی ضرورت پڑے۔

(خاکسار محمد شریف حنفی پہاڑی بھوجلہ متصل مسجد گڑھ کپتان (دہلی)

اچھوتوں کا دھبہ

ہز ہائی نس گیکواڑ بڑودہ نے ان لوگوں کی کانفرنس کی صدارت قبول کرکے جن کے سایہ تک کو ہندو صاحبان مذہبی روایات کی بنا پر ناپاک سمجھتے تھے۔ یعنی "اچھوت" ان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنے ہم وطنوں سے کس بات کا خواہاں ہوں صرف یہی نہیں کہ وہ باہم رشتہ ازدواج میں منسلک ہوسکیں۔ یا ایک دوسرے سے مل جل کر کھانا کھا لیا کریں۔ بلکہ کم از کم وہ اچھوتوں کے دھبہ کو بھی دامن سے دور کر دیں"

اس قسم کی کوششوں کو دیکھ کر اسلام کی کیا ہی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ جس نے ہر ایک انسان کو انسانیت کے لحاظ سے ایک ہی درجہ دیا ہے۔ اور ان میں قومیت یا پیشے کے لحاظ سے کسی قسم کی تفریق نہیں رکھی۔ اس لئے ہم علی الاعلان کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسلام کسی اس قسم کے دھبے سے بالکل پاک دامن ہے

قابل توجہ احمدی احباب

افسوس کے ساتھ ہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہماری جماعت نے اس وقت تک مدرسہ احمدیہ کی طرف وہ توجہ نہیں کی جس کا کہ یہ مدرسہ حقدار ہے۔ بیشک یہ درست ہے کہ پہلے کی نسبت اس کی حالت اب بہت کچھ اچھی ہے اور طلباء کی تعداد میں بھی مقابلتہً زیادتی ہے۔ مگر یہ زیادتی زیادہ تر ان طلباء کی وجہ سے ہے۔ جن کو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے وظیفہ ملتا ہے۔ گویا یہ ترقی بھی جماعت کی توجہ کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ زرخرید ہے۔

افسوس کا مقام ہے کہ مدرسہ احمدیہ میں اس وقت سو کے قریب طالبعلم پڑھتے ہیں۔ اور ان میں سے صرف چار پانچ ہی ایسے طالبعلم ہیں۔ جو حقیقتاً اپنا خرچ آپ برداشت کرتے ہیں۔ ورنہ باقی تمام کو کسی نہ کسی طرح مدد دی جاتی ہے۔ انہی اخراجات کی وجہ سے مدرسہ کی مالی حالت ہمیشہ سے ابتر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے بعض ضروری اصلاحات بھی معرض التوا میں پڑی رہتی ہیں۔ اگر جماعت کے ذی ثروت احباب اس طرف توجہ کریں۔ تو ہماری مشکلات اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت کچھ دور ہوسکتی ہیں۔ جہاں تک میں نے سوچا ہے ہمیں دو طرح کی مدد کی ضرورت ہے اول اس بات کی کہ مختلف انجمن ہائے احمدیہ کی طرف سے مدرسہ احمدیہ میں طلباء داخل ہوں۔ جن کے اخراجات کو وہ انجمنیں برداشت کریں۔ اور جو یہاں تعلیم سے فارغ ہوکر اپنے اپنے علاقوں میں تبلیغی کام پر مقرر کئے جاویں مگر ایسے طلباء کی مدد کا اثر عام چندہ پر نہ پڑنا چاہئے۔ دوسری قسم مدد کرنے کی یہ ہے کہ ذی ثروت احباب اپنے بچوں کو اس مدرسے میں داخل کردیں کیسے افسوس کی بات ہے کہ ہم ویسے تو دعوےٰ کریں کہ ہمکو اللہ تعالیٰ نے روحانی رنگ میں دنیا کو فتح کرنے کے لئے قائم کیا ہے۔ مگر اس کام کے لئے جو ذرائع ہیں۔ ان کی طرف ہماری کوئی توجہ نہ ہو۔ یہ سچ ہے کہ دنیاوی طور پر جو خواہ انگریزی تعلیم میں ہیں۔ وہ بظاہر اس طرف نظر نہیں آتے مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا صرف اس وجہ سے احمدی جماعت اس طرف توجہ کرنے سے رک سکتی ہے۔ اور کیا اسے رکنا چاہئے ہرگز نہیں۔ تو پھر اس بے توجہی کے کیا معنی؟ ایمان خاص خاص موقعوں پر آکر پرکھا جاتا ہے۔ ورنہ زبانی دعوےٰ تو سب کرتے ہیں۔ اور کرسکتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ویسے تو ہم دین کے ساتھ اتنا تعلق ظاہر کریں۔ لیکن عملاً اس کی طرف اتنی توجہ بھی نہ ہو۔ کہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلائیں اگر کسی شخص کو اللہ تعالےٰ نے اولاد دی ہے۔ تو اس کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کا ایک حصہ محض دین کے لئے وقف کردے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ کام ایک قربانی چاہتا ہے۔ مگر قربانی اگر ہم نہ کریں گے۔ تو اور کون کریگا؟

جس قوم میں قربانی کرنے کی طاقت نہیں۔ وہ ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی۔ اور جتنا بڑا کام ہوتا ہے اسی کے مطابق بڑی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ آخر نجات اور ایمان کی خاطر ہی سب یہ قربانی کی ہوئی ہے۔ کہ ایک شخص کے ہاتھ پر اپنے جان و مال کو بیچ رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وممارزقنٰہم ینفقون یعنی متقی وہ ہوتا ہے۔ جو ہر اس چیز سے کچھ حصہ خرچ کرتا ہے جو ہم نے اسے دی ہے۔ پس اگر ہمارے احباب اپنی اولاد کو خدا کی عطا سمجھتے ہیں۔ تو ان کا فرض ہے کہ اس رزق کا بھی ایک حصہ اللہ تعالےٰ کی راہ کے لئے وقف کردیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے۔ اور نہ ہی خدا کا یہ منشاء ہے کہ جو کچھ ہے سب کا سب اللہ کی راہ میں لگا دو۔ مگر ہاں ایک حصہ کے ہم دعویدار ہیں۔ اور اس وقت تک دعویدار رہیں گے۔ جب تک کہ آپ یہ قرض اتار نہ دیں۔ یہ نہ سمجھو کہ روپے والا صرف روپیہ دیکر چھوٹ سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ کا رزق صرف روپیہ کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتا۔ بلکہ جان بھی اللہ کا رزق ہے اور طاقت بھی اللہ کا رزق ہے۔ اور علم بھی اللہ کا رزق ہے۔ اور اولاد بھی اللہ کا رزق ہے۔ پس جب تک ان سب کو ہم اللہ کی راہ میں خرچ نہ کریں گے ہم کامل متقی نہیں کہلا سکتے۔

مدرسہ احمدیہ کا سال یکم اپریل سے شروع ہوتا ہے

اور اس کی پہلی جماعت میں داخل ہونے کے لئے پرائمری پاس کی شرط ہے۔ خواہ انگریزی مدرسہ کی پرائمری ہو یا ورنیکولر۔ خاص خاص صورتوں میں کم لیاقت والا بھی لیا جا سکتا ہے۔ مدرسہ میں فیس کوئی نہیں مفت پڑھائی ہوتی ہے۔ بلکہ غریب اور مستحق طلباء کو کتابیں بھی دی جاتی ہیں۔ بورڈنگ کی فیس ایک روپیہ چار آنہ اور کھانے کا خرچ اوسطاً پانچ چھ روپے کے درمیان ہوتا ہے۔ باقی اخراجات کا والدین خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ احباب جلد سے جلد اس کی طرف توجہ فرما کر نہ صرف مجھے مشکوری کا موقعہ دیں گے بلکہ اپنا فرض بھی ساتھ ہی ادا کریں گے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی خوشنودی الگ حاصل کریں گے۔

چونکہ پڑھائی یکم اپریل سے شروع ہو جائیگی اس لئے لڑکوں کو جلد بھیجیں۔ ورنہ پڑھائی کا نقصان ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ اپریل کے آخر تک داخل ہونے والے طلباء قادیان پہنچ جائیں۔ مدرسہ احمدیہ کی سات جماعتیں ہیں۔ جن میں ضروری علوم مثلاً قرآن شریف تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ اصول فقہ۔ منطق۔ فلسفہ۔ علم کلام تاریخ۔ ادب۔ انگریزی۔ حساب۔ جغرافیہ وغیرہ پڑھائے جاتے ہیں۔ اور آخر میں مولوی فاضل کا امتحان بھی دلایا جاتا ہے۔ فقط

(خاکسار مرزا بشیر احمد)

نادر موقع

بعض احباب نے رسالہ ریویو کی اشاعت و امداد کے لئے روپے دیئے ہیں۔ لہذا ایسے احباب جو بوجہ کم استطاعت ہونے کے ریویو کی پوری قیمت ادا نہیں کر سکتے۔ ایک روپیہ سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر کے اس موقع سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ جلد آنے والی درخواستیں فائدہ اٹھا سکینگی۔

(مینیجر ریویو قادیان)

احمدیہ کمیشن ایجنسی بمبئی

۱۔ میں بمبئی میں کمیشن ایجنسی کھولنی چاہتا ہوں۔ اگر ہمارے تاجر پیشہ بھائی بمبئی سے براہ راست ہماری ایجنسی کی معرفت مال منگوائیں گے تو انشاء اللہ ان کو نسبتاً بہت ارزاں پڑے گا۔ کیونکہ اس طرح وہ درمیانی تاجروں کے کمیشن اور منافع سے بچ جائیں گے۔

بمبئی میں دو قسم کے نرخ ہیں۔ ایک بٹائی۔ اور ایک صافی۔ بٹائی کا یہ مطلب ہے کہ بعض ایجنٹ ۱۰۰ کے مال کی قیمت ۱۰۶ روپیہ لگا کر پھر اسی پر کمیشن لیتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ ایسا نہیں کرینگے۔ پس آپ ہماری معرفت بمبئی کا جو مال چاہیں منگوائیں۔ انشاء اللہ آپ ہر طرح فائدہ میں رہیں گے۔ دیگر شرائط بذریعہ خط و کتابت طے کی جاویں۔

۲۔ ایجنسی کا کاروبار پھیلانے کے لئے ابتداء میں پانچسو روپیہ کی ضرورت ہے۔ اگر پچاس احباب برائے امداد دس دس روپے مجھے بطور قرض عطا فرما دیں تو میں اس کام کو جلد سے جلد شروع کر سکتا ہوں۔ قرضہ جس نمبر سے وصول ہوگا۔ انشاء اللہ اسی نمبر سے باری باری ادا کر دیا جاوے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے مجھے اس تحریک کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ بلکہ ازراہ کرم مجھے اس کام کے لئے سب سے پہلے دس روپیہ بھی عنایت فرمائے ہیں۔ چونکہ سب احباب میرے حالات سے آگاہ نہیں ہونگے اس لئے وہ میرے متعلق مرزا بشیر احمد صاحب شیخ یعقوب علی صاحب اور قاضی اکمل صاحب سے دریافت فرما سکتے ہیں۔ گو میں سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا میرے حال پر اس قدر نظر کرنا میرے متعلق کسی مزید اطمینان کی ضرورت باقی نہیں چھوڑتا۔ میرا پتہ یہ ہے۔

ایم پی فخر الدین احمدی مالا باری احمدیہ لیبوسی ایشن یمن بلڈنگ متصل کھڑا پارسی۔ پوسٹ نمبر ۸۔ بمبئی۔

ہنگامۂ یورپ

خونریز جنگ کا دسواں دن

لندن ۳۱۔ مارچ رپورٹر کا نامہ نگار برطانوی فوجی مستقر سے اطلاع دیتا ہے کہ آج جنگ کو شروع ہوئے دسواں دن ہے۔ اور اب ہم کو اپنی قوت اور حالت پر پچھلے ہفتے سے اس وقت پورا اعتماد ہے۔

ایک اور ضرب کی توقع

ان گذشتہ دس دنوں میں جس قدر جرمن فوجوں کا نقصان ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ جرمن ۸۰ ڈویژن فوج اور لے گئے ہیں۔ ان چند دنوں میں جرمن خط مدافعت پر تمام تازہ دم فوجیں آگئیں ہیں۔ اور اب جرمن ایک اور زبردست ضرب لگانے والے ہیں۔ جو معلوم نہیں کہاں پڑے گی۔

نواح موریول میں جنگ

لندن ۳۱۔ مارچ فرانس کی سرکاری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ کل شام کو نہایت شدت کیساتھ جنگ جاری رہی۔ مگر جرمن مونٹ ڈیڈیا اور موریول کے مابین اپنی تجویز کے مطابق ہماری صفوں کو چیر نہ سکے۔ غنیم کی پلٹنیں پے در پے حملہ کرنے کے لئے آتی تھیں اور ہماری پیدل سپاہ کی آتش باری ان کا صفایا کر دیتی تھی۔ پہلے جرمنوں نے موریول پر قبضہ کر لیا۔ پھر ہم اس پر قابض ہو گئے۔ پھر وہ جرمنوں کے ہاتھ آیا بعد میں برطانی اور فرنچ سپاہ نے جو ایک ہی فوج میں شامل تھے بزور سنگین غنیم کو پسپا کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ موریول کے شمالی جنگل بھی شدید جنگ کے بعد غنیم سے واپس لے لئے گئے۔

برطانی سپاہ کی شجاعت اور پیشقدمی

لندن ۳۱ مارچ امارت بحری کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ دریائے سوم کے شمال میں دن بھر خاموشی رہی۔ سکارپ کے عین جنوب میں ہماری لائن آگے بڑھ گئی ہے۔ کل کے حملوں میں غنیم کے شدید نقصانات کی تصدیق ہو گئی ہے۔ دریائے

سوم کے جنوب میں ہم نے کامیابی جوابی حملہ کرکے ہفتہ کے روز پھرڈیمون پر قبضہ کر لیا۔

پیرس پر گولہ باری

لنڈن ۳۰ - مارچ پیرس کے تار میں مرقوم ہے کہ گوڈ فرائیڈے کے روز سہ پہر کے وقت ایک گرجے میں دعا مانگی جا رہی تھی کہ یکایک جرمنوں کی لمبی مار والی توپوں کے گولے اس پر گرنے لگے ۷۵ آدمی ہلاک اور ۹۰ زخمی ہوگئے۔ جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے

لنڈن ۳۱ - مارچ - اتوار کے روز پھر پیرس پر گولہ باری کی گئی - ایک شخص ہلاک اور ایک مجروح ہوا

پیرس پر چار توپیں گولہ باری کر رہی ہیں۔

لنڈن - ۲ - اپریل - پیرس - کل کی گولہ باری میں چار آدمی ہلاک اور ۹ مجروح ہوئے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ ۴ توپیں مل کر گولہ باری کر رہی ہیں۔ اور ایک ربع ٹن (قریباً سوا سات من) کے پھٹنے والے گولے پھینک رہی ہیں۔ جن کے چلانے میں سوا سات من بارود صرف ہوتی ہے۔

پاپائے اعظم کی طرف سے احتجاج

روما کا ایک تار مظہر ہے کہ پاپائے اعظم نے پیرس کی گولہ باری بالخصوص کلیساؤں کی تباہی اور اہل شہر کے قتل عام پر حکام برلن سے احتجاج کیا ہے۔

شہنشاہ معظم میدان جنگ میں

لنڈن ۳۰ مارچ - شہنشاہ معظم جارج پنجم پنجشنبہ کے روز لنڈن سے روانہ ہوئے اور انھوں نے مغربی محاذ کی افواج کا معائنہ فرمایا۔ اور شنبہ کی شام کو لنڈن میں واپس آگئے۔

اتحادی افواج کی پیش قدمی

لنڈن ۳۱ مارچ موریول کے شمالی نواح میں جو جنگ ہوئی ہے۔ اس میں ہم نے غنیم کے بہت سے قیدی پکڑے - یہ خبر پایۂ تصدیق کو پہنچ چکی ہے۔ کہ موریول اور لاسینی کے درمیان غنیم کے حملے پوری طرح سے روک دیئے گئے۔ ہم کینی سرمیش تک بڑھ آئے۔ ہمارے ڈویژن نے ہلی مونٹ پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اور ... قیدی گرفتار کئے ہیں۔

جدید جنگ وردون کا آغاز

لنڈن ۲ - اپریل کل شام کا پیرس کا ایک نیم سرکاری پیغام مظہر ہے کہ گذشتہ ۴۸ گھنٹے میں دریائے سوم کی جنگ نہایت شدت سے جاری ہے - ہفتہ کے دن ہونٹ ڈیرہ اور لاسینی کی درمیانی کوہستانی بلندیوں پر قبضہ کرنے سے جرمنوں کو فرانسیسی جوابی حملوں سے محفوظ رکھنے اور مزید حملے کے لئے سہولت پیدا کرنے میں قاصر رہ کر جرمن اب اپنی تمام کوشش ایمنز کے خلاف زورکشی کرنے پر مرکوز کر رہے ہیں - اور نہایت وسیع پیمانہ پر جدید جنگ وردون کا آغاز ہو رہا ہے۔

ایمنز کے متعلق اطمینان

لنڈن یکم اپریل پیرس کا ایک تار مظہر ہے کہ موسیو ابرامی نائب سکرٹری صیغہ پنشن نے کل بیان کیا کہ جو جرنیل میدان جنگ سے واپس آئے ہیں - وہ بیان کرتے ہیں - کہ دو کیلومیٹر کے رقبہ میں اس کثرت سے جرمن لاشیں ہم نے آج تک کبھی نہیں دیکھیں - جرمن سپاہی خوب لڑے - مگر وہ اپنی کامیابی سے فائدہ اٹھانا نہ جانتے تھے - اتحادیوں کا توپخانہ ۴۸ گھنٹے تک غنیم کے عقبی خطوط پر گولہ باری کرتا رہا اتحادی امدادی افواج سامان حرب و رسد برابر چلا آ رہا ہے - فوجوں کو اپنے رہنماؤں پر پورا اطمینان ہے - موسیو ابرامی نے بیان کیا کہ جنرل فاک نے اعلان کیا تھا کہ ایمنز کے متعلق کسی قسم کا خطرہ نہیں - جنرل فاک ایمنز کے متعلق ہر قسم کی ضمانت دینے کو طیار ہیں۔

مسلح سٹیمر کی غرقابی

لنڈن یکم - اپریل - امارت بحری کا بیان ہے کہ ۲۸ - مارچ کو ایک آبدوز کشتی نے ایک مسلح جہاز پر تارپیڈو پھینک کر اسے غرق کر دیا - ایک افسر اور تین آدمی ضائع ہوئے۔

ہندوستان کی خبریں

لنکا کے اخبارات کی قیمت میں اضافہ

لنکا کے اخبار ٹائمز آف سیلون اور سیلون آبزرور نے بھی اپنی قیمتیں بڑھا دی ہیں - یہ دونوں اینگلو انڈین اخبار ہیں۔

فسادات صوبہ بہار کے نقصانات

وائسرائگل کونسل میں آنریبل مسٹر عبدالرحیم کے ایک سوال کے جواب میں سرکاری ممبر نے بیان کیا کہ گذشتہ فساد عید میں ۴۱ آدمی مارے گئے - اور ۱۷۶ زخمی ہوئے تھے۔ کل ۸۷۸ ۳ آدمی گرفتار ہوئے - ۲۵ - جنوری تک ۳۹۸ کے خلاف مقدمات کی سماعت ہو چکی تھی - جن میں سے ۱۴۲ سزایاب ہوئے آئندہ احتیاط کے طور پر گورنمنٹ بہار نے دو سال تک زائد پولیس اس علاقہ میں متعین کرنے کا فیصلہ کیا ہے جہاں فساد ہوئے تھے۔

نکل کی دوّنی - یہ ایک قسم کا چھوٹا سکہ ہوگا جس کا قطر ۲۱ ملی میٹر رکھا گیا ہے - اور اس کے ایک طرف بادشاہ سلامت کی تصویر ہوگی اور دوسری جانب انگریزی - اردو ہندی بنگالی اور تلگو زبانوں میں سکہ کی قیمت ستمبر وغیرہ درج ہوا کرے گا۔

ہندوستان کی مشہور شاعرہ

شریمتی سروجنی نیڈو کنیا مہا ودیالہ جالندھر کے سالانہ جلسہ کی صدارت کرنے کے بعد یکم اپریل کو امرتسر پہنچیں - اور ۲ - اپریل کو صبح کی گاڑی میں لاہور وارد ہوئیں۔

روسی نظر بند کر دیئے گئے۔

سرکاری احکام موصول ہونے پر کلکتہ پولیس نے ان تمام روسیوں کو جو بندرگاہ کلکتہ میں آئے ہوئے تھے نظر بند کر دیا ہے - اور ان پر مسلح پولیس کا پہرہ لگا دیا ہے۔

ڈیپوٹیشن کی روانگی

ہوم رول لیگ کا ڈیپوٹیشن بمبئی سے انگلستان کو روانہ ہو گیا اس ڈیپوٹیشن کا مقصد نہ صرف کانگریس اور مسلم لیگ کے ڈیپوٹیشن کے لئے جو اس کے بعد روانہ ہوگا میدان تیار

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و سلسلہ ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا